UNIVERSAL LIBRARY
OU_224011
UNIVERSAL LIBRARY

نشان رجسٹری ثبہ سرکار عالی (٩٦)

نشان رجسٹری ثبہ عظمت مدار (٢٦٢٩)

فہرست تصاویر
١ خسرو دکن کا جلوس۔ (نایاب تصویر)
٢ تاجداران اسلام (٦) تصاویر
٣ مہر و ماہ (حضرت ولیعہد بہادر کی خاص تصویر اور درشہوار)

فہرست تصاویر
٤ ولیعہدان اسلام (٥) تصاویر
٥ درشہوار ترکی لباس میں
٦ شادی کا گروپ فوٹو
٧ جامعہ عثمانیہ کے چند سپوت (٦)

مشور

٢ شعبان المعظم سنہ ١٣٥٠ ھ

حیدرآباد دکن

جہاز ، پلسینا ، سے

خوشا آمد تری اے مایۂ شوق جبین سائی فضائے نیلگوں میں یک بیک زہرہ نکل آئی

ترے ماتھے پہ روشن ہند کا ہے نقش آزادی ترے باطن میں پنہاں ہے دکن کی خانہ آبادی

فلک پر محویت طاری تری رنگین جمالی سے [illegible] زمین تلا[illegible] تری شان جلالی سے

شکوہ ترکمانی تیرے ہر انداز سے پیدا [illegible] نمایاں [illegible] ترے ناز سے پیدا

عقابی شان پیدا ہے جو تیرے بادبانوں سے صدا [illegible] آنے لگی ہے آسمانوں سے

ترے سر پر ہوائیں رحمتوں کی اڑتی آتی ہیں ترے زیر قدم موجیں بھی دھن میں گنگناتی ہیں

کرا پیش نظر داری ؟ چرا مستانہ می آئی ؟

" فدایت باد دل و جانم عجب ترکانہ می آئی "

از ابوالکلام بدرالدین بدر (عثمانیہ)

منیجر
محمد حسن صدیقی

اڈیٹر
محمد عبدالرحمن رئیس عثمانیہ

کاتب
سید غوث محی الدین

Printed by HYDERABAD-PRINTING WORKS.

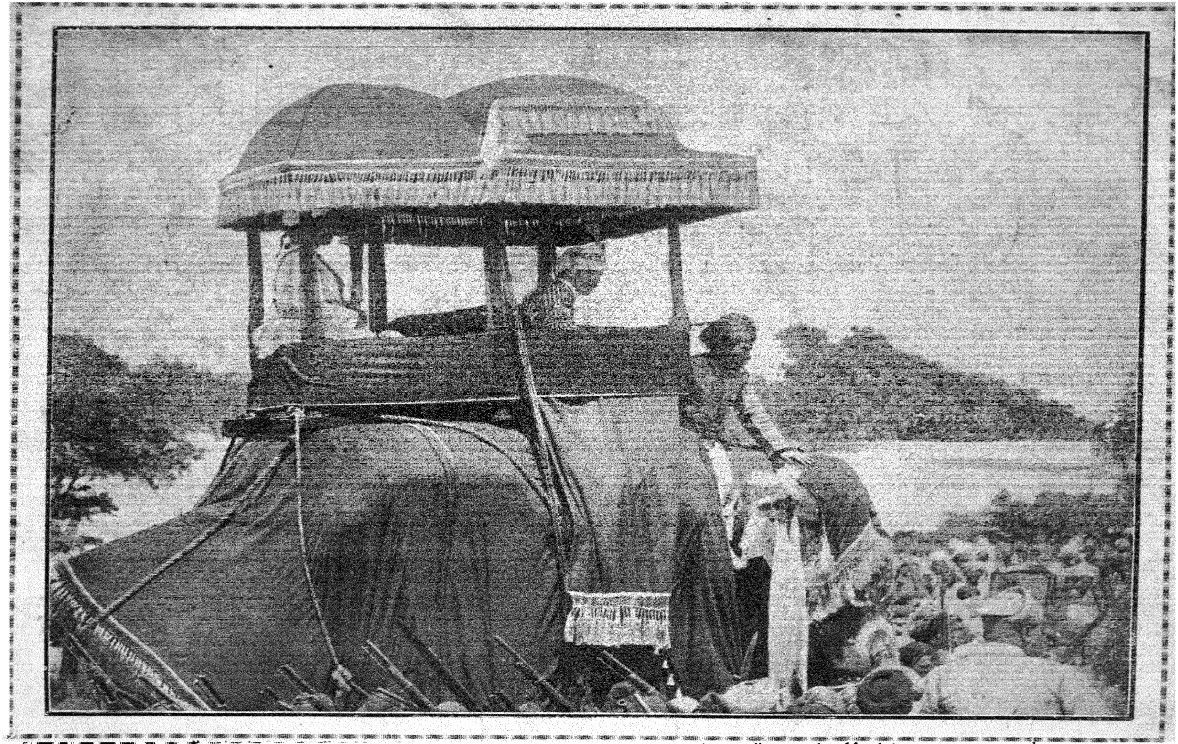

یہ سنہ ۱۹۱۱ء میں ۴ رمضان المبارک کو تخت نشینی کے بعد جو جلوس میمنت مانوس نکلا تھا اسکی نایاب تصویر ہے ۔

HYDERABAD PRINTING WORKS.

افتتاحیہ

جلوس شادی نمبر نہ صرف ادارہ منشور کیجانب سے بلکہ وفادار رعایا آصفی کیجانب سے جس کی منشور نمائندگی کرتا ہے دوہری مسرت میں پیشکش ہے۔ دوہری مسرت اسلئے کہ حضرت **ولیعہد بہادر** اور **معظم جاہ بہادر**، شادی میمنت آبادی کے بعد مراجعت فرما ہوتے ہیں تو دوسری طرف حضرت **سلطان العلوم خسرو دکن** کی تاریخ یادگار تخت نشینی بھی قریب ہے۔ ۴ رمضان المبارک یوم **جلوس** ہے۔ ادارہ منشور دوگونہ مسرتوں اور شادمانیوں کے ساتھ مبارکباد پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے۔

آج سے تین روز پہلے تک ہم نے اس خاص اشاعت کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا تھا اشاعت بلاکس کی وصولیابی پر منحصر تھی جیسے ہی بلاک وصول ہوئے ہم نے قطعی ارادہ کرلیا گویا شادی جلوس نمبر صرف دو روز کی کوشش کا نتیجہ ہے ہمیں یقین ہے کہ ہماری یہہ کوشش قبولیت حاصل کریگی۔

تین نظمیں بطور خاص قابل ذکر ہیں ''جہاز پہ پینا'' ہمارے مشہور عثمانی شاعر ابوالکلام بدرالدین صاحب بدر کی نظم ہے ''عقیدت کے پھول'' روشن رائے صاحب بی اے (عثمانیہ) کی نظم ہے۔ یہہ عثمانیہ کے چھپے شاعر ہیں آپ نے ہم کو علمی نام سے دھوکہ دینا چاہا لیکن

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ۔ من انداز قدت را می شناسم

''از خواب گراں خیز'' مولانا اشک کی نظم ہے جو ناظرین منشور کیلئے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں'' فورڈ اور گاندھی'' ''ازدواج کی تاریخ'' ''آئندہ روس'' یہہ قابل ذکر مضامین ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کے کارناموں کے متعلق باقی صاحب کا مضمون معترضین کا مفصل جواب ہے۔

ساری تصاویر منشور کی اپنی ہیں ان میں سے اکثر یا تو نایاب ہیں یا خاص طور پر بہم پہنچائی گئی ہیں ہمیں افسوس ہے کہ **شہزادہ معظم جاہ بہادر** اور **شہزادی نیلوفر** کی علحدہ علحدہ تصویریں ہم نہیں پہنچ سکیں اسلئے گروپ پر اکتفا کیا گیا ہے جس میں **شہزادہ معظم جاہ بہادر** و **شہزادی نیلوفر** دونوں شریک ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کے تمام طلبا کی جو تصویریں ملسکیں صرف وہی شایع ہو رہی ہیں انکی ترتیب میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔

اس نمبر کی ایک خصوصیت تصاویر و مضامین کی ترتیب ہے جسکا سہرا میرے رفیق کار شریک مولوی سید محمد اکبر وفاقانی صاحب کے سر ہے مضامین کے سلسلے میں اپنے احباب کا ممنون ہوں جنہوں نے چوبیس ۲۴ گھنٹوں میں ساری چیزیں مہیا کردیں مولوی محمد حسن صاحب جبار صدیقی منیجر کا بھی اس اشاعت میں خاص حصہ ہے مجھے سب سے پہلے مولوی سید غوث محی الدین صاحب کاتب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے تنہا اس نمبر کو لکھا۔ جو منشور کی ابتدا ہی سے ہر مصیبت و خوشی کے شریک ہیں۔ حیدرآباد پرنٹنگ ورکس اور مکتبہ ابراہیمیہ ہماری مدد نہ کرتے تو بروقت اشاعت تقریباً ناممکن تھی۔ غرض یہہ خدا کا منشور پر بڑا احسان و فضل ہے کہ وہ خود بخود ہر چیز مہیا کردیتا ہے ان چند الفاظ کیساتھ جلوس شادی نمبر کا حقیر تحفہ پیش کش ہے۔

محمد عبدالرحمن رئیس (عثمانیہ) ایڈیٹر

باقی تاجداران اسلام

نادر شاہ بادشاہ دولت
خداداد افغانستان

شاہ فواد خلیفہ مصر

مصطفی کمال پاشا مختار مطلق ترکی کا
بے تاج حکمران

رضا شاہ پہلوی شاہ ایران

شاہ احمد زاغو شاہ البانیہ یورپ کی واحد
اسلامی مملکت کا تاجدار

سلطان عبدالعزیز بن سعود
شاہ حجاز

"از خوابِ گراں خیز"

از

جناب محمد جلال الدین صاحب شکؔ (عثمانیہ)

اس نظم کی محرک اقبال کی وہ مشہور فارسی نظم ہے جو "زبورِ عجم" میں "از خواب گراں خیز" کے عنوان سے آئی ہے۔ "منشور"

اے رشکِ قمر رشکِ حسینانِ جہاں اٹھ اے روشنیٔ دیدۂ صاحب نظراں اٹھ
اے باعثِ ہنگامۂ آشفتہ سراں اٹھ اے مایۂ بیتابیٔ خونیں جگراں اٹھ
از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز

بدلا ہوا ہے رنگ بدلنے کو ہے عالم اٹھ دیکھ نظر آنے لگا نیرِّ اعظم
پھیلا ہوا کرنوں کا زمانہ پہ ہے پرچم ہاں رات کی وہ بزم ہوئی درہم و برہم
از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز

سونے کا نہیں وقت یہ اے سروِ خراماں کیوں بند کیے لیتا ہے تو نرگسِ فتّاں
اٹھ اٹھ کہ چمکنے لگا خورشیدِ درخشاں اُٹھ اُٹھ کہ منوّر ہوئے گلزار و بیاباں
از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز

روزنامہ منشور حیدرآباد دکن

روز پنجشنبہ ۲۶ ؍ بہمن ۱۳۴۱ف

مملکت کی شادی

ترک و دکن کا اتحاد کوئی نئی چیز نہیں ہے سب سے پہلے مسلمان جنھوں نے دکن کی سطح مرتفع پر قدم رکھا۔ یہاں سیاسی نظام قائم کرکے اپنا جھنڈا بلند کیا۔ ترک ہی تھے یا ترک نژاد تھے۔ بہمنیوں کی حکومت اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھی جائے تو اپنی تنظیمی قوت اور سیاسی طاقت کے لحاظ سے ترکی ہو رہی تھی۔ ان کے پاس بہترین دماغ مدبر اور سیاسی قائدین کے لحاظ سے نو وارد ترکوں ہی میں سے ایک حد تک حاصل کیے جاتے تھے۔ جب بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھیر گیا تو دکن کی اسلامی مملکت دکنی، حصوں میں منقسم ہوگئی جس میں دو تو پورے ترک ہیں جنھوں نے بیجاپور اور گولکنڈہ میں اپنی راجدھانیاں قائم کیں اور قدیم ترک و دکن کے متحدہ تہذیب کو نئی اور منتقل شاخیں قائم کیں جس کی جھلک تعمیرات، حسن کاری اور دیگر علوم و فنون میں نمایاں ہیں ان کے علاوہ جو خاندان شاہی تھے یا تو وہ ترک نژاد تھے یا ترکی تمدن و تہذیب کی فضا کے پروردہ تھے اس لحاظ سے بہمنی سلطنت کے بعد بھی جو دور دکن کے اسلامی حکومت کا رہا ہے وہ بھی بلا واسطہ نہیں تو بالواسطہ ضرور ترکی اثر میں ڈوبا ہوا ہے اورنگ زیب عالمگیر نے ان تسبیح کے دانوں کو چن کر اپنی شہنشاہی تسبیح کے رشتہ میں منسلک کرلیا اور دکن میں دورِ مغلیہ کا آغاز ہوا۔ لیکن وہ فضا جو کئی صدی کی پیداوار تھی اس مغلیہ تصادم سے پوری طور سے بدل نہ سکی اور یہ تو یہاں کی تہذیب کے اندر ترکی تمدن کا اثر موجود رہا اور دکن کے کم از کم حکمراں طبقہ کے دل میں ترکی قوم کی محبت جاگزیں رہی جس کا اظہار ان کی طرزِ معاشرت میں آج تک موجود ہے۔

ہم نے یہاں تک ایک طائرانہ نگاہ ترک و دکن کے تعلقات کے متعلق ڈالنے کی کوشش کی۔ اب ہم اپنے قلمرو کے ساتھ ترکوں کے جو جدید مبارک رشتہ بن گیا ہے اس پر نظر ڈالتے ہیں یہ کہنا بے جا نہیں ہے اور ہماری مملکت کا دل ہمارا بادشاہ ہے دکن اپنی وفاداری اور خصوصیت کی وجہ سے آج تک باوجود اپنی شان و فراز کے اپنی رعایا پرور بادشاہ کے سایہ میں آزاد اور پر امن ہے ملک کا اعزاز رکھتا ہے اپنے آقا سے بہ قلبی محبت بادشاہ اور اس کے تمام باعزت اور قابل احترام خاندان کے ساتھ ہے جس کے احسانات بانی خاندان آصفیہ سے لیکر اب تک خوش قسمت رعایا دکن کے حال پر ان گنت ہیں اسی سلطانی نسبت سے وفاداران مملکت اپنے ہر دلعزیز ولیعہد و شہزادہ کے بھائی کے ساتھ بے انتہا ارادت و عقیدت رکھتے ہیں جس وقت یورپ سے یہ خوشنودی آئی کہ یہ سفر وسیلۃ الظفر ہمارے شہزادوں کے لیے شادی کا سفر ہے تو تمام مملکت دکن مسرت و بہجت سے معمور ہوگئی اور قدیم ترک و دکن کے تعلقات ترکان آلِ عثمان سے با اقبال اولاد عثمان مقدس رسم عقد سے قائم ہوکر از سر نو استوار ہوگئے۔ خدا کرے یہ قران السعدین ملک اور قوم کے لیے ایک جدید اور زریں عہد کی تمہید کرے آمین۔

عقیدت کے چند پھول

از
جناب روشن رائے صاحب (حیدرآبادی)

نوٹ بہ تقریب مراجعت شہزادگانِ بلند اقبال جناب ٹی۔ لاڈوش صاحب زمانہ نگار (حیدرآباد) جو ایک بلند پایہ کے شاعر ہیں ایک انگریزی نظم لکھی تھی یہ اسی کو دیکھ کر شاعر نے اپنے دل کے نقوش "عقیدت کے پھول" ظاہر کئے ہیں منشور

(۱)

خوش آمدید کہ تھیں منتظر بہت آنکھیں — تمہارے آنے سے اب دل کو کچھ قرار آیا
رعایا شاد ہے اور مادر و پدر مسرور — ہر ایک کے لیے یہ وقتِ خوشگوار آیا
تمہارا لوٹ کے آنا تمہیں مبارک ہو — تم آئے ہو کہ یہاں موسمِ بہار آیا

شہاب گنبدِ گردوں سے جس طرح آئے — نسیمِ نکہتِ گل لے کے جس طرح جائے
اسی طرح سے خبر شادیوں کی ہم کو ملی — اسی طرح درِ مغرب سے نامہ بر آئے

دعائیں دل کی لبِ بام چرخ جا پہنچیں — پیامِ عرش محبت کو بھی سنا آئیں
تمہارے عقد پہ ہوں تا کہ [illegible] نازل — ہلا کے نخلِ محبت کو بار بار آئیں

---

(۲)

خبر ہے یا پرِ پروازِ جبرئیل امیں — کہ اک فسانۂ الفت کی ضو فشانی ہے
[illegible] برطانیہ سے پہنچ گئی — اسی کی وجہ سے دنیا میں شادمانی ہے
[illegible] ل ہے جستجو [illegible] کا مرکز — پیام میں کوئی اندازِ خوش بیانی ہے
[illegible] ہے اس کا اثر دل میں آلِ عثمان کے — دکن کے حال پہ بھی اس کی مہربانی ہے

۳

اب اس سے بڑھ کے مسرت فزا خبر کیا ہو   کہ ایک فرد نے جو نسل آل عثماں ہے
دیا وہ موتی ولی عہد کو درخشندہ   کہ جس سے زینت فرق و کلاہ سلطاں ہے
اور ان کے بھائی کو بخشا ہے اک گلِ خوشتر   وہ گل بھی ایسا جو یکتائے صد گلستاں ہے

(۴)

الٰہی تیری عنایت کی سازگاری ہے   عیاں کچھ اس سے بھی فطرت کی عشوہ کاری ہے
کہ مل گئے ہیں بڑے خاندان آپس میں   اور انکے رشتۂ الفت میں استواری ہے

یہ دونوں حامی مقاماتِ قدسیہ کے رہے   رقیب ہی یہ رقیبانِ مصطفےٰ کے رہے
ہوئے خوشی سے حلیفہ شریکِ محفلِ عقد   دلوں کی اجڑی ہوئی بستیاں بسا کے رہے

(۵)

کہا یہ خوب ہے ماضی کے پیش بینوں نے   شریکِ زندگی نعمت خدا کی ہوتی ہے
رفیق رنج و الم اور انیس تنہائی   وہ گل کہ جس میں نہاں بُو وفا کی ہوتی ہے

گئے تلاش میں تھے علم کے خزانوں کی   ملے وہاں گل نیلو فرو در شہوار
ملا ہے شاہدِ مقصود ان کے ملنے سے   عجیب ہوتے ہیں اندازِ رحمتِ غفار

۶

ہوئی ہے کیوں تمہیں ترغیبِ خانہ آبادی   خبر بھی ہے گل نیلو فر و در شہوار!
سنو! یہ جذبۂ الفت کا اک کرشمہ ہے   نہیں تو ترک سے آتی نہ یوں کن میں بہار
جہاں میں اہل محبت کو فکر غم کیا ہے   ہر ایک ملک میں جنت، ہر ایک مے میں خمار
دلوں کے ملنے کی فرصت بہت غنیمت ہے   کہ ان کے وصل کا ہر ایک لمحہ رحمتِ یار
جو اتفاق سے دو دست شوق ملتے ہیں   تڑپ کے چھیڑتی ہے روح سازِ دل کے تار
ربوبیت بھی جسے سن کے ہمنوا ہو جائے   فضائے عرش بھی نغموں سے مست اور سرشار

(۷)

اسے دیں قارِ عروسانِ آلِ عثمانی   لے جن کے آگئے زمین بوس آسمانِ جلال

ہمارے ملک میں جتنی ہے دھوپ کی گرمی
اسی تپش سے کرینگے تمہارا استقبال
اگرچہ ملک ہمارا اور اہل ملک تمام
نہیں ہیں غیر، مگر تم کرو گی یوں ہی خیال
تمہارے خویش و اقارب سے نسبتیں ہیں قدیم
ہمیشہ ایک رہا ہے ہمارا ماضی و حال
نکل رہی ہو جو آغوش والدین سے تم
ہے اس جدائی میں ڈوبا ہوا ابھی کوئی وصال

مجاز اور حقیقت میں فرق ہے گو یار
وہ راحتوں کا تصور یہ اصل راحت ہے
تم اک مکاں سے چلیں دوسرے مکاں کی طرف
خوشی وہ اور تھی یہ اور ہی مسرت ہے

(۸)

خدا کرے کہ درخشاں ہو اور یوں ہی رہے
ہمیشہ باعث تزئین سینۂ شوہر
رہے یوں ہی وہ اجالا مکانِ شوہر کا
اور اس کی راہ نمائی کیا کرے اختر

الٰہی بوئے خوش نیلوفر فزوں تر باد
الٰہی آتشِ الفت کو تیز رہنے دے
کرے وہ یوں ہی معطر حیات شوہر کو
محبت اس کی یوں ہی عطر بیز رہنے دے

خدا رکھے تمہیں سایہ میں اپنی رحمت کے
جو آشنائے زوال و تغیرات نہیں
ہزار سال سلامت خدا رکھے تم کو
بعید اس کی عنایت سے کوئی بات نہیں

(۹)

تمام شہر مسرت سے ہو گیا معمور
خوشی ہے آج کچھ ایسی کہ زندگی مسرور
وہ دن ہے آج مبارک وہ ساعتیں مسعود
کہ بچے بچھڑے ہوئے باپ سے ملیں گے ضرور
دلہن پہ فضل الٰہی محیط ہو جائے
قریب دوست اقارب رہیں اور دشمن دور

شہزادی درشہوار ہانم ترکی قومی لباس میں

یہ تصویر شادی سے چند ماہ پہلے کی ہے

Photo Supplied by—**The Central News.**
Printed by HYDERABAD PRINTING WORKS.

لیل و نہار

برگشتہ کی مبارکباد

ہمارے انگلستانی بھائی ایک زمانہ سے ہم کو شاندار ابتدائی علائق شہزادے اور ان کے مصاحبوں کا مشرقی گلزار تمالباس صحرا میں نخلستان کا سا سکون بخشتا نظر آرہا ہے۔

تعلق کی بنا پر "ترکو تو" کے نام سے یاد کرتے تھے مگر ہم اس کی صداقت آج عقد ہوا خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ دل فرط خوشی سے ترنم ریز ہوگیا۔ شادی

دیکھ رہے ہیں جبکہ ہمارے مالک مختار تاجدار سلطنت ابد پائیدار کے دونوں نورِ عین نے خاندان دودمان آل عثمان کیساتھ سررشتہ مناکحت جوڑا۔ الناس علیٰ دین ملوکہم اب ہم صحیح معنوں میں "ترکو تو" بنگئے ہیں۔

دیارِ مغرب سے جب نوید جانفزا آئی کہ ہمارے ولیعہد اور ان کے برادر کی شادی خاندانِ خلافت میں قرار پائی ہے تو ہمارے ساتھ تمام وفا کیشانِ دکن کا دل فرانس کی وادیوں میں گھومنے لگا اور اس مبارک سلسلہ کیساتھ ہم یورپ کے مختلف حصوں میں خود کو دیکھنے لگے۔ کبھی شہزادوں کیساتھ انگلستان میں ہیں تو کہیں نیس کے تماشائیوں میں شامل کہیں پیرس کے شہر میں دکن کے آفتاب و مہتاب کو شاہی لباس میں

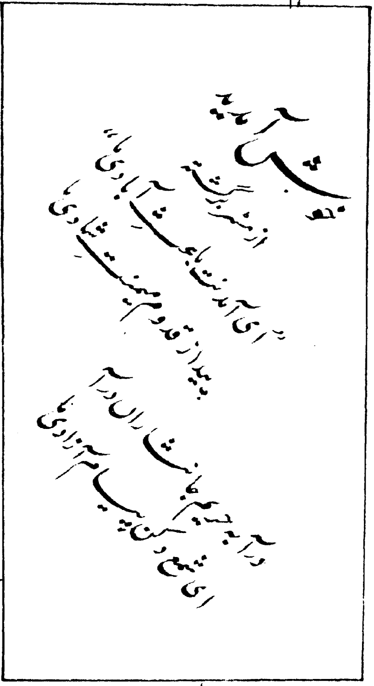

ہوئی اور خلیفہ کی صاحبزادی اور ان کی بھانجی بجائے ترک کے دکن کی شہزادیاں بن گئیں وطن کی نسبت بھی کیا دلکش نغمہ ہے جہاز چلنا میں یہہ شاہ عثمان کے دولخت جگر اور آل عثمان کے دو نور نظر سوار ہوئے سمندر کی لہروں کے ساتھ اہل دکن کے چشم انتظار میں زیر و بم مچا ہوا تھا۔ بمبئی پہنچے اور یہاں سب کے دل آنکھوں میں آگئے آج وہ گھڑی آن پہنچی جس کیلئے ہزاروں دل تمناؤں سے زمزمہ خواں بنے ہوئے تھے ہم ایسے موقع پر اپنے آقا کو اپنا ناچیز ہدیہ تبریک پیش کرنیکی عزت حاصل کرتے ہیں۔ دل کی صدا ہے کہ خدا ہمارے

دلہے بنے ہوئے خوشی کی منزلیں طے کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں تو کبھی موٹر پر نگار ہیں ہوئی بادشاہ جمجاہ کے سایہ میں ان دونوں بھائیوں کو اپنے شریک زندگی کے

ہیں جیسے زرد پھول ہمارے قومی بانے کی یاد دلا رہے ہیں مغربی کاروباری لباس میں ہمارے ساتھ ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ آمین

مہاتما گاندھی اور ہنری فورڈ

از جناب خواجہ محمد معین الدین صاحب بی اے (عثمانیہ)

ایسے موقع پر جبکہ سارا مغربی دنیا اپنی غیر معمولی تخلیقی مہارت کا خمیازہ بھگت رہی ہے کسان دیوالیہ ہو گئے ہیں کاریگر بھوکوں مر رہے ہیں مشینیں اپنے بے پناہ دولت زائیدہ سے تھک کر رک گئی ہیں دولت اس قدر فراواں ہو گئی ہے کہ خود دولت اور افلاس میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہا مشرق سے ایک بکری کے دودھ پر جینے والا اپنا لباس آپ بننے والا اور دل کی باتیں بولنے والا محترم رشی لندن جاتا ہے اور کوئلہ اور لوہے کی بدولت پروان چڑھی ہوئی سلطنت کے اس عظیم الشان مرکز میں پارلیمنٹ کے سائبان تلے کھڑے ہو کر مغرب کی اعلیٰ ترقی یافتہ کلوں کی صنعت اور پیدائش بہ پیمانہ کبیر کے مسلمہ اصول کی مذمت کرتا ہے اور کہتا ہے "چرخہ کاتو"

نائٹس برج کے ایک مکان کے برآمدے میں یہ رشی فرش پر بیٹھا ہوا مغرب کی موجودہ مصیبت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا برابر میں شینل روڈ پر موٹروں، ٹراموں بسوں اور لاریوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ اور روڈ کے نیچے زمین دوز ریلیں ایک ایک منٹ کے فاصلہ سے دوڑ رہی تھیں مہاتما کے بیٹے دیو داس اور چند افراد کھدر کا لباس پہنے ہوئے حلقہ باندھے بیٹھے تھے اور جو ڈیوڈسن یکطرف چکنی مٹی سے مہاتما کے سر کا نمونہ تیار کر رہا تھا مہاتما گفتگو میں مصروف تھے اور اگرچہ کمرے میں سناٹا تھا ان کی آواز دھیمی سنائی دے رہی تھی۔

یہ موقع اس صحبت کی یاد تازہ کر رہا تھا جو پیدائش بہ پیمانہ کبیر کے سب سے بڑے مبلغ مسٹر فورڈ کیساتھ آج سے ٹھیک ایک سال قبل بمقام کوتون کے ایک مشہور گرجے کے قریب ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے تھے جو اسی طرح خاموش تھا ان کے ساتھ بھی پیرو تھے جو حلقہ باندھے بیٹھے تھے مگر فرق یہ تھا کہ وہ کرسیوں پر تھے اور یہ زمین پر، وہ گفتگو میں شریک تھے اور تفصیلات سے مسٹر فورڈ کی اعانت کرتے تھے یہ خاموش تھے اور ادب کے ساتھ اپنے آقا کی تقریر سن رہے تھے مسٹر فورڈ اس واقعہ سے بے خبر کہ گرجا کے جس عظیم الشان مینار پر ان کی نظریں رہ رہ کر پڑتی تھیں وہ ہزاروں معماروں کی برسوں کی کاوش کے بعد تیار ہوا ہے پیچیدہ مشینوں اور کم سے کم انسانی محنت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ پیداوار کے اصول کی حمایت کر رہے تھے تاہم واقعات اور ان کے خیالات کا ظاہری اختلاف اسقدر تعجب خیز نہ تھا جتنا کہ مہاتما گاندھی کا لندن آ کر سلطنت برطانیہ کو یہ جتانا کہ کلوں کی صنعت جس پر اس کی ساری قوتوں کا دار و مدار ہے مضرت رساں اور خطرناک ہے مہاتما گاندھی پیدائش بہ پیمانہ کبیر کے اصول کو مضر قرار دیتے ہیں اور مسٹر فورڈ مزید مشینوں کی ایجاد اور زیادہ سے زیادہ سریع العمل پیداواری نظاموں کی ضرورت پر زور دیتے ہیں فورڈ اور گاندھی کے نقاط نظر میں اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ ڈیٹرائٹ (امریکہ) اور احمد آباد (ہندوستان) میں۔

باوجود اس کے مہاتما گاندھی اور مسٹر فورڈ دونوں پیشوا بھی ہیں اور مبلغ بھی۔ دونوں اپنے اپنے مسلک پر قائم ہیں دونوں یقین رکھتے ہیں کہ جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی مسرت اور شادمانی کا راستہ ہے اور یہ یقین اسقدر مستحکم ہے کہ لاکھوں انسانوں کی مصیبت اور تکلیف بھی اس کو متزلزل نہیں کر سکتی دونوں اپنی جگہ ہادی و رہبر ہیں جو بنی نوع انسان کو آزادی کی نوید سنا رہے ہیں۔

مسٹر فورڈ کا یہ خیال ہے کہ وہ آزادی کو مزید مشینیں ایجاد کر کے حاصل کر سکتے ہیں ان کی رائے ہے کہ مزید مشینوں کی ایجاد سے محنت میں مزید تخفیف ہو جائیگی فرصت کے اوقات بڑھ جائیں گے اجرتوں میں اضافہ ہوگا فلاکت دور ہو گی اور راحت اور آسائش ان لاکھوں انسانوں کو میسر آسکیگی جو اس وقت اپنی ساری زندگی محنت شاقہ میں گذارتے ہیں

شہزادی درشہوار خانم

حضرت نواب ولیعہد بہادر دولت آصفیہ

PRINTED BY HYDERABAD PRINTING WORKS.

"Shadi & Jalus Number" Munshur daily.

ولیعہدان اسلام

نواب ولیعہد بہادر دولت آصفیہ

ولیعہد عراق

ولیعہد حجاز

ولیعہد ایران

ولیعہد مصر

آئندہ روس اور آزادی فکر

ماسکو کی بیوی اور خانہ داری

از

جناب مقبول علی صاحب صدیقی (عثمانیہ)

انگلستان روس جدید کے متعلق عام طور پر دو قسم کے مختلف خیالات رکھتا ہے ایک تو یہہ کہ روس شیطانوں کی بستی ہے دوسرے کا خیال ہے کہ روس "فردوس بر روئے زمین" ہے ان میں سے کوئی خیال بھی صحیح نہیں ہے۔

تاثرات جو ایک سیاح پر ہوتے ہیں وہ ان خیالات سے بالکل جدا ہوتے ہیں موجودہ روس کے لوگ بھی بالکل دیگر ممالک کے لوگوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

لیکن چند خصوصیات ایسی بھی ہیں جو ایک مشاہد کو سویت کی علمداری سے توقع ہو سکتی ہے ضرور نظر آتے ہیں لیکن عام طور پر عوام کی صحت و تربیت اچھی ہے اور پیشیوں میں بھی لوگ اعتدال سے لگے ہوئے ہیں۔

بلا شبہ یہاں بھی جور و ستم ہوتا ہے اور اب بھی روس کے بعض حصوں اور آبادی کے بعض فرقوں میں ان مصیبتوں کا وجود پاتی ہے لیکن ایک معمولی مزدور کو مسرت اور تفریحی زندگی بسر کرنیکا موقع ضرور حاصل ہے۔

میرے حالیہ سفر کے دوران میں مجھے بڑے بڑے مختلف ورزشی اسپورٹس کے مقابلوں میں شہر ماسکو میں مدعو کیا گیا جو کہ اس کے مختلف شہروں کی بھیڑ میں تھا

صحت مند قوم ورزشی کھیلوں میں مرد اور عورت دونوں شریک تھے لیکن مقابلے جدا جدا تھے میں نے دونوں جنسوں کے جسم کو غیر معمولی طور پر جمیل یا باشان پایا۔ موروثی یا نسلی خصوصیات کا نتیجہ ہو لیکن میں نے ان پر فاقہ کشی یا کمزوری کی علامت نہیں پائی۔

نوجوانوں کی تعلیم کیلئے خاص طور پر روسی حکومت کے حکام جو دلچسپی لے رہے ہیں اور ان کے لئے جو کچھ صرف کیا جا رہا ہے دنیا کو ایک غیر متناسب رقم دکھائی دیتی ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی صحت کو دیکھکر ایک شخص آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ ماسکو کے زچگی خانے کس قدر اعلیٰ پیمانے اور صحیح اصول پر قائم ہیں۔

بانغاں کی صحت بھی ایک اہم اور قابل غور مسئلہ ہے ایک ناظر کو اکثر کاروباری اور صنعتی مرکزوں سے ملحق ایسے شفا خانے ملیں گے جہاں ان کارخانوں والے مزدوروں کے امراض کا جدید ترین طریقوں کے ذریعہ بہترین طریقہ پر علاج کیا جاتا ہے۔

یہہ خیال انصاف سے زیادہ نہیں کہ ایک مسافر روس کی اصلیت کو اس وقت تک جانچ نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی منفعت کیلئے اس کو نہ دیکھے چنانچہ جب میں ان طب اور سائنس دانوں سے ملا تو وہ مجھے انہی مقامات پر لیگئے جنھیں وہ خاص طور پر پسند کرتے تھے۔

بعض اوقات تو ہم ان مقامات پر قبل از قبل ہی اطلاع دیکر گئے لیکن اکثر اوقات فوراً ہی ارادے پر معائنہ کرنے کیلئے گئے تاکہ ایسا نہ معلوم ہو کہ یہہ ہمارے سامنے محض خاص طور پر منفعت ہی کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ہم جو جو چیز آزادی کے ساتھ دیکھنا چاہتے تھے اس میں کوئی مزاحمت نہیں کیگئی اور ایکہفتہ کے دوران میں جبکہ میں ماسکو کی جماعت سے علیحدہ رہا میں بالکل آزادی کے ساتھ تنہا یا کسی انگریز یا روسی احباب کے ساتھ آزادی سے جدھر چاہا پھرتا رہا۔

ہم کو تصویر یا فلم لینے کیلئے سوائے اس شرط کے کہ ملک سے روانہ ہوتے وقت معائنہ کیلئے پیش کریں کسی قسم کی ممانعت نہیں کی گئی میں نے جو بھی تصویریں لیں تھیں ان میں سے مشکل سے پانچ فیصدی حکام نے روک لیا گیا تو کیونکہ ان میں سے اکثر تو ایسے ناقص تھے جن کا چھاپنا مشکل تھا حقیقت تو یہ ہے کہ میرے تصویروں میں سے ایک کا بھی احتساب نہیں ہوا۔

ایک دن میں طلاق، جدید روس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ کس طرح اپنے نوجوانوں کے ساتھ ... رکھتا ہے چنانچہ مثال کے طور پر بھی ایک کافی ... ایک مجسٹریٹ جو معمولی مقدمات کو فیصل کرتا ہے بالکل نوجوان دکھائی دیا۔

ایک دن جب میں اس دفتر میں تھا جہاں کہ لوگ طلاق لیا کرتے ہیں تو ایک نوجوان لڑکی داخل ہو کر طلاق لیلی حالانکہ اس نے کل ہی شادی کی تھی۔

روس میں ان چیزوں کا واقع ہونا ممکن ہے اگرچہ کہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ طلاق کی درخواست پر طرفین کی جانب سے عام طور پر ایک ہفتہ کی مدت میں تحقیقات ہوا کرتی ہے۔

بیوی اور خانہ داری یہ سچ ہے کہ ... ہیں بہ نسبت دیگر ممالک کے گھر والیوں کے وہ چین اور آرام نصیب نہیں آبادی کی کثرت اور اس کی طلب کو دیکھکر اشیاء فروختنی ... رکھتی ہیں یہ زیادہ تر اس وجہ سے ہوا ہے کہ حکومت کی

پوری توجہ پنج سالہ تجویز کے تحت شہری کی صنعت کی طرف مرکوز ہے۔

انجمن ہائے اتحادی مزدوروں کو اغذیا فراہم کرتی ہیں لیکن اس کے علاوہ کسی اور زائد چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو انہیں خانگی طور پر بازار میں گراں قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔

جو چیزیں انہیں انجمن ہائے اتحادی کے گوداموں سے ملا کرتی ہیں وہی غذا کی چیزوں کو وہ مزدور بازار میں چوگنی اور پنج گنی قیمت پر فروخت کرتے ہیں تاکہ وہ پیسوں سے وہ عیش کر سکیں۔

دیہاتی زندگی کی اجتماعی تنظیم سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے اجتماعی طور پر کاشت شدہ کھیتوں کو دیکھنے کیلئے میں خود بھی گیا تھا ان کارکنوں اور اس کے خاندان صحت مند اور فارغ دکھائی دیتے تھے ان اجتماعی کھیتوں سے ملحقہ مدارس بھی قائم ہیں جہاں تربیتی قصاب کے لڑکے زراعت کی بہترین اور موزوں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ شہر میں مزدوروں کی رہائش گاہ پر ایک عام ہجوم دکھائی دیگا لیکن یہاں ایسا نہیں ہے جیسا کہ دیگر ممالک میں مزدوروں کی رہائش گاہیں غیر صحت بخش اور کافی سے زیادہ بھری رہتی ہیں کم از کم یہ ضرور ہے کہ شہر ماسکو میں بھکاریوں کی تعداد اتنی کم ہے جو نہ ہونے کے مساوی

قطعۂ تاریخ

[illegible]

یہ شہزادے دکن کے کرکے یورپ کا سفر آئے

از

جناب محمد حسین صاحب موجد

معظم جاہ و اعظم جاہ کیا با کرّ و فر آئے
سلامت باکرامت کرکے یورپ کا سفر آئے

گئے یوں جس طرح باب اجابت تک دعا جائے
جب آئے اس طرح جیسے دعاؤں میں اثر آئے

گئے ایسے کہ جیسے جانب مشرق گھٹا جائے
جب آئے اس طرح جیسے برستا ابرِ تر آئے

گئے ایسے کہ ساحل سے سمندر ہٹتا جاتا ہے
جب آئے اس طرح جیسے کہ دریا جوش پر آئے

خدا کا شکر اعظم جاہ معظم جاہ خوش و خرم
سفر سے با ہزاراں شان و شوکت اپنے گھر آئے

پھلیں پھولیں یہ دونوں بھائی زیرِ سایۂ عثماں
طفیل احمد مرسل تمنا ان کی بر آئے

پئے تاریخ موجد کہہ اٹھا جوشِ مسرت میں
یہ شہزادے دکن کے کرکے یورپ سے سفر آئے
۱۳ ھ ۵۰
ھ ۱ ۷ ۵

ازدواج کی تاریخ

از
جناب عبدالباری صاحب بی اے ساقی (پٹنہ)

نوٹ ۔ یہہ ایک مستقل کتاب کا ایک باب ہے جس کا ترجمہ جناب ساقی نے کیا ہے ۔ مضمون یہہ لم سائنٹفک طریقہ پر اسپر روشنی ڈالی گئی ہے کہ جنسی تعلقات ابتداً کس طرح متعین ہوے اور قدیم ازدواجی اداروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔

منشور

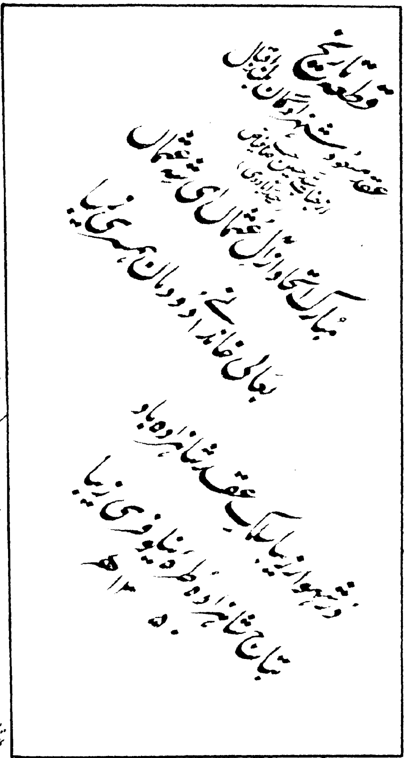

جنسیات کے سلسلہ میں ازدواج کی تاریخ کا مطالعہ نہ صرف سودمند بلکہ خاص اہمیت رکھتا ہے یہہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں ازدواج کی کوئی متعین صورت نہ تھی آدم ہی کے گوشت و خون سے حوا پیدا ہوئی اور پھر آدم ہی سے مزدوج بھی ہوئی اسکے بعد آدم و حوا کے جنسی تعلقات سے اولاد ہوئیں ۔ افزائش نسل انسانی کا باعث ہوئیں ۔ غرض یہہ ہے کہ انسان اسوقت محرمات کی قید و بند سے آزاد تھا طرفین کی خواہش و مرضی ہی صرف جنسی تعلق کی محرک تھی ۔

مختلف تاریخ نے مختلف وقتوں میں مختلف اثرات کے تحت اس جنسی تعلق کیلئے ضابطہ و قاعدہ مرتب کیا ۔ ایسا کیوں ہوا ؟ یا دوسرے لفظوں میں یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ اس فطری خواہش کی تکمیل کے لئے قیود کیوں پیدا کئے گئے ۔ اصل یہہ ہے کہ فطرت نے اس جنسی عمل میں انتہا کی لذت بخشی بھی مضمر رکھی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ اگر یہہ فعل لذت انبساط سے معرا ہوتا تو کوئی مرد تضعیف طاقت کیلئے بخوشی آمادہ ہوتا اور نہ کوئی عورت اس خطرہ کیلئے تیار ہوتی جو وقوع حمل سے پیدا ہوتا ہے ۔

دوسرے انسان خودغرض واقع ہوا ہے اور جس فعل سے انسان کو مسرت یا انبساط حاصل ہوتا ہے اسکو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی کوشش کرتا ہے اسکو یہہ خطرہ دامنگیر ہوگا کہ کہیں ماہوش جس سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے دوسرے کی زینت آغوش نہ بنے یہیں سے جذبۂ رشک کا آغاز ہوا اور رشک و رقابت نے عرف عام میں محبت گر حقیقت میں تملیک و تخصیص کا جذبہ پیدا کیا ۔

ع رشک کہتا ہے کہ اسکا غیر سے اخلاص حیف

اس حق پر یہہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ محبت شدت و انتہا تملیک کی خواہش میں بھی شدت و انتہا پیدا کرتی ہے محبت اور تملیک کا جذبہ لازم و ملزوم ہے ایک بات اور بھی قابل غور ہے یعنی قبضہ کے قبل محبت میں جتنی شدت ہوتی ہے قبضہ کے بعد نہیں رہتی کیونکہ قبضہ کے بعد رقابت کا خوف مٹ جاتا ہے ۔

غرض یہہ ہے کہ رقابت کے جذبہ نے انسان کو مجبور کیا کہ جنسی تعلق کو مضبوط اور مستحکم بنائے ۔

سہرا

ھے یہ راح و سرور کا سہرا　　فضل رب غفور کا سہرا
شاہ عثمان کو مبارک ھو　　اپنی آنکھوں کے نور کا سہرا
زینت افزائے بزم عالم ھے　　نور چشم حضور کا سہرا
شاہزادوں کے سر سدا ناظم　　رھے یمن و سرور کا سہرا

از جناب قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم (سیہوروی)

PRINTED BY HYDERABAD PRINTING WORKS.